زمانۂ نزول:

1۔ سورت ﴿ الاعلیٰ ﴾ قیامِ مکہ کے پہلے دور (0 تا 3 نبوی) میں آپ ﷺ پر نازل ہوئی، جب اسلام کی دعوت خفیہ طور پر دی جا رہی تھی اور جب ابتدائی ایام میں آپ وحی کو سن کر یاد کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى﴾

2۔ اس سورت کا کچھ حصہ غالباً اِعلانِ عام کے بعد دوسرے دور کے زمانۂ تذکیر میں نازل ہوا ﴿ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ﴾۔

سورۃ الاعلیٰ کے فضائل

1۔ رسول اللہ ﷺ جمعہ اور عیدین کی پہلی رکعت میں سورت ﴿ الاعلیٰ ﴾ اور دوسری رکعت میں سورت ﴿ الغاشیۃ ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم: کتاب الجمعۃ، باب ما یقرأ فی صلوۃ الجمعۃ، حدیث 2,065، عن نعمان بن بشیرؓ)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ سورت ہے، جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی تمنا تھی کہ یہ ہر خاص و عام کو زبانی یاد ہو جائے اور اس کا مضمون ذہن نشین ہو جائے۔

2۔ وتر کی پہلی رکعت میں بھی آپ ﷺ سورۃ الفاتحہ کے بعد سورت ﴿ الاعلیٰ ﴾ پڑھتے تھے۔

(ابو داود: کتاب الوتر، باب ما یقرأ فی الوتر، حدیث 1,465، عن ابی بن کعبؓ، صحیح)

سورۃ الاعلیٰ کا کتابی ربط

پچھلی سورت ﴿الطَّارِق﴾ میں قرآن کی بارش سے دلوں کی کھیتیوں میں ایمان کی فصل اُگانے کی ترغیب تھی۔
یہاں سورت ﴿الاعلیٰ﴾ میں بتایا گیا ہے کہ قرآن کی نصیحت کو قلب میں اتارنے کے لیے دل کی خشیت درکار ہوتی ہے۔ ﴿سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى﴾۔
سورت ﴿الاعلیٰ﴾ اور اگلی سورت ﴿الغَاشِيَة﴾ دونوں میں ﴿فَذَكِّر﴾ کے الفاظ سے نصیحت کرتے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- سورت ﴿الاعلیٰ﴾ کی پہلی آیت ہی میں ﴿سَبِّح﴾ کے الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی بے عیبی کا اعتراف کرتے ہوئے خالص توحید اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

2- اس سورت میں رسول اللہ ﷺ کو ﴿فَذَكِّر﴾ کے الفاظ سے قرآن کے ذریعے سے مستقل نصیحت کرتے رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ (آیت:9)

سورۃُ الاَعلیٰ کا نظمِ جلی

سورۃُ الاَعلیٰ پانچ (5) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 5 : پہلے پیراگراف میں، انسان کو اپنے ربِّ برتر ﴿الاعلیٰ﴾ کی تخلیق پر غور کرکے تخلیق کے مختلف مراحل کا جائزہ لینے کے بعد صحیح عقیدۂ توحید اختیار کرنے اور اللہ کی بے عیبی کو تسلیم کر لینے کا مشورہ دیا گیا ہے۔

﴿تسبیح﴾ کے بغیر توحید کی تکمیل نہیں ہوتی۔ ہر چیز کی پیدائش کے چار مراحل ہیں (1) تخلیق (2) تسویہ، (3) تقدیر اور (4) ہدایت۔ ہر چیز کو ڈیزائن کیا گیا، اسے وجود میں لایا گیا، اس کی صلاحیتوں کے دائرۂ کار کا تعین کیا گیا اور پھر ہر چیز کو اپنے دائرۂ کار میں کام کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ وہ زمین میں نباتات کو پیدا کرتا ہے اور پھر انہیں خس و خاشاک بھی بنا دیتا ہے۔ چنانچہ ایسی کائنات کے خالق کی صناعی اور کاری گری پر غور و فکر سے کام لے کر اس کی بے عیبی کا اعتراف کرنے یعنی تسبیح کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔

﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى﴾ (1) — (اے نبی ﷺ) اپنے ربِّ برتر کے نام کی تسبیح کیجیے!

﴿الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی﴾ (2) — جس نے پیدا کیا اور (جس نے خاکہ بنایا) تناسب قائم کیا۔

﴿وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی﴾ (3) — جس نے تقدیر بنائی، (جس نے مقدر کیا) پھر راہ دکھائی۔

﴿وَالَّذِیْۤ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی﴾ (4) — جس نے نباتات اُگائیں۔

﴿فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی﴾ (5) — پھر اس کو سیاہ کوڑا کرکٹ بنا دیا۔ (پھر ان کو گھنی سرسبز و شاداب بنایا)

2- آیات 6 تا 8 : دوسرا پیراگراف، ایک جملۂ معترضہ پر مشتمل ہے۔

﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى﴾ (6) — ہم آپؐ کو پڑھوادیں گے، پھر آپؐ نہیں بھولیں گے۔

﴿اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ — سوائے اس کے جو اللہ چاہے،

اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا یَخْفٰى﴾ (7) — یقیناً وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے، اور جو کچھ پوشیدہ ہے اس کو بھی۔

﴿وَنُیَسِّرُكَ لِلْیُسْرٰى﴾ (8) — اور آپؐ کو آسان طریقے کی سہولت دیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا کہ قرآن پڑھوانا اور اسے یاد کرانا اللہ کے ذمے ہے۔ محمد ﷺ کے حافظے میں، وحی کو محفوظ کرنے کی یقین دہانی کرائی گئی۔

3- آیات 9 تا 13 : تیسرے پیراگراف میں رسول اللہ ﷺ کو ﴿تذکیر بالقرآن﴾ کا حکم دیا گیا۔

﴿فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى﴾ (9) — لہٰذا! آپؐ نصیحت کیجیے! اگر نصیحت (یاد دہانی) نافع ہو۔

﴿سَیَذَّكَّرُ مَنْ یَّخْشٰى﴾ (10) — جو شخص ڈرتا ہے، وہ نصیحت قبول کرلے گا۔

﴿ وَ يَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ﴾(11) اور اس نعمت سے گریز کرے گا، وہ انتہائی بدبخت۔(اَشقٰی)

﴿ الَّذِىْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ﴾ (12) جو بڑی آگ میں جائے گا۔

﴿ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴾ (13) پھر، نہ اس میں مرے گا، نہ جیئے گا۔

قرآن کی تذکیر سے، صرف ﴿اهلِ خَشْيَت﴾ ہی فائدہ اٹھا سکیں گے۔اس پیراگراف میں ﴿مَنْ يَخْشٰى﴾ اور ﴿اَشقٰی﴾ کا موازنہ ہے۔جن لوگوں کے دل میں اللہ کی ﴿خشیت﴾ ہوگی، وہ قرآن کی نصیحت وتذکیر سے فیض یاب ہوں گے ،لیکن شقی اور بدبخت اس نعمت سے محروم رہیں گے۔ ﴿وَ يَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى﴾

4- آیات14 تا15: چوتھے پیراگراف میں بتایا گیا کہ انسانوں کے تزکیے کے لیے ذکر اور نماز دو(2) اہم اور ضروری شرائط ہیں

﴿ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴾(14) فلاح پا گیا، جس نے پاکیزگی اختیار کی۔

﴿ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴾(15) اور اپنے رب کا نام یاد کیا ، پھر نماز پڑھی۔

تزکیۂ نفس کا پروگرام دیا گیا۔یہ پروگرام ان کے لیے ہے، جو قرآن کی تذکیر سے فائدہ اٹھا کر فیض حاصل کرنا چاہتے ہیں۔''یقیناً وہ شخص فلاح پا گیا ،جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کرلیا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا، چنانچہ نماز پڑھتا رہا''

یہاں چار (4) باتوں کی ترتیب اور ان کے باہمی ربط پر غور کیجیے۔

(a) کامیابی ﴿فلاح﴾ کے لیے، محنت درکار ہوتی ہے۔

(b) کامیابی کے لیے، ﴿نفس کا تزکیہ﴾ ضروری ہے۔

(c) تزکیے کے لیے ، ﴿ذکرِ الٰہی﴾ کا اہتمام لازمی ہے۔

(d) ﴿ذکرِ الٰہی﴾ کے لیے ، ﴿نماز﴾ کا التزام ضروری ہے۔کاش ہماری نماز ذکر والی نماز بن جائے ،اللہ کی یاد والی نماز بن جائے۔

5- آیات 16 تا 19: پانچویں اور آخری پیراگراف میں، بتایا گیا کہ اہلِ خشیت اور اہلِ تزکیہ کی راہ میں دنیا رکاوٹ نہیں ہوسکتی۔

﴿ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴾ (16) مگر تم لوگ ، دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔

﴿ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴾ (17) حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے (پائیدار ہے)

﴿ اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴾(18) یہی بات ، پہلے آئے ہوئے صحیفوں میں بھی کہی گئی تھی۔

﴿ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴾ (19) حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کے صحیفوں میں۔

یہ پیراگراف ﴿بَلْ﴾ سے شروع ہو رہا ہے۔اس سے پہلے کچھ مضمون محذوف ہے۔مطلب ہے:''لیکن تم کیوں 'نماز'

پڑھو گے؟ کیوں 'ذکر' کرو گے؟ کیوں 'تزکیہ' اختیار کرو گے! تم تو دنیا کی زندگی پر مرے جاتے ہو! تم ایک عارضی چیز (دنیا) کے خواہاں ہو! تمہیں آخرت سے کیا دلچسپی ہے؟ تم اہلِ خشیت میں سے نہیں ہو، اس لیے قرآن کی تذکیر سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔" اوپر اہلِ خشیت کے لیے، تذکیر بالقرآن کے بعد، تزکیۂ نفس کا جو پروگرام دیا گیا تھا، اس پر عمل در آمد کی راہ میں، دنیا اور دنیا کی محبت حائل ہے۔

دنیا کی محبت سے بچ کر، نماز اور ذکر کے ذریعے نفس کی پاکیزگی اختیار کرنے کا آسمانی نسخہ پہلی مرتبہ قرآن میں نہیں بیان کیا گیا، بلکہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کے صحیفوں میں بھی تزکیۂ نفس کا یہی پروگرام درج تھا۔

مرکزی مضمون

﴿تسبیح﴾ اور ﴿تذکیر بالقرآن﴾ جاری رہنا چاہیے۔ اہلِ خشیت قرآن کی دعوتِ تذکیر سے فائدہ اٹھا کر تزکیۂ نفس کے پروگرام پر عمل کریں گے، دنیا ان کی راہ میں حائل نہیں ہو سکے گی۔

660
FLOW CHART
MACRO-STRUCTURE
ترتیبی نقشہ ربط
نظمِ جلی
88- سُورَةُ الغَاشِيَة
آیات : 26 ...... مَكِّيَّة ...... پیراگراف : 4
مکذبینِ قیامت کا اُخروی انجام
پہلا پیراگراف
آیات: 1 تا 7
مومنینِ قیامت کا اُخروی انجام
دوسرا پیراگراف
آیات: 8 تا 16
چار آفاقی دلائل سے آخرت پر استدلال
تیسرا پیراگراف
آیات: 17 تا 20
تذکیر بالقرآن کیے جاتیے!
چوتھا پیراگراف
آیات: 21 تا 26
مرکزی مضمون :
تذکیر بالقرآن کیے جایئے !
کافرین ومکذبین قیامت اور
منہ موڑنے والے بڑے
عذاب سے دوچار ہوں گے۔
زمانہ نزول:
سورت ﴿الغَاشِيَة﴾ کی پہلی آیت ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اعلانِ عام کے بعد رسول ﷺ کے قیامِ مکہ کے
دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) کے زمانہ تذکیر میں نازل ہوئی۔
﴿فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ﴾ "نصیحت و تذکیر کیجیے ! آپ ﷺ تذکیر کرنے والے ہی تو ہیں"۔
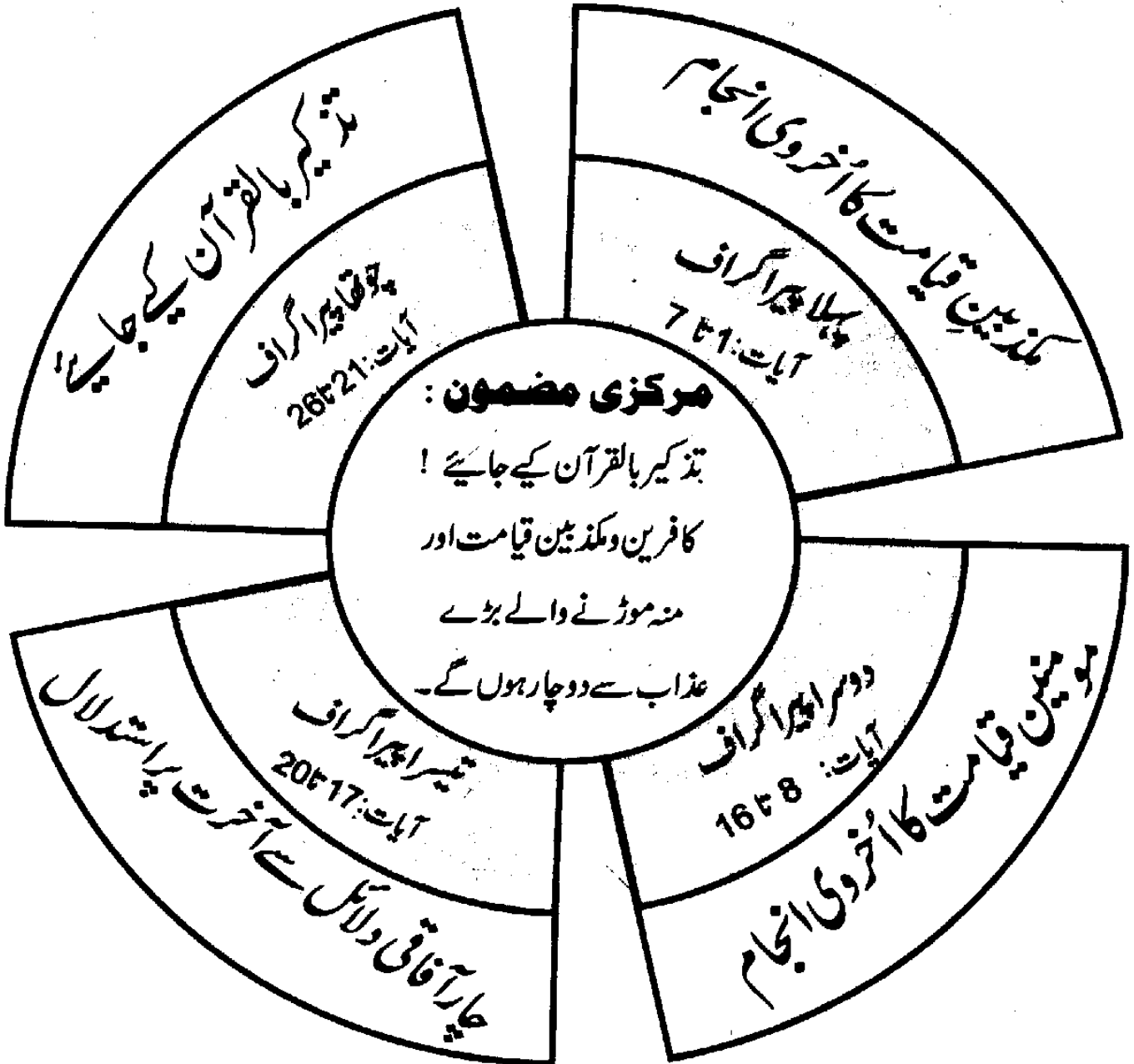
اس سورت کے فضائل

رسول اللہ ﷺ نمازِ جمعہ اور نمازِ عیدین کی پہلی رکعت میں سورت ﴿الاعلیٰ﴾ اور دوسری رکعت میں سورت ﴿الغَاشِيَة﴾ پڑھا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم: کتاب الجمعة ، باب ما یقرأ فی صلاة الجمعة ، حدیث 2,065)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ سورت ہے ،جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی تمنا تھی کہ یہ ہر خاص وعام کو زبانی یاد ہو جائے اور اس کے مضامین سب کو ذہن نشین ہو جائیں۔

سورۃُ الغَاشِيَةِ کا کتابی ربط

1- پچھلی سورت ﴿الاعلیٰ﴾ کی طرح یہاں بھی سورت ﴿الغَاشِيَة﴾ میں ﴿فَذَكِّر﴾ کے الفاظ سے رسول اللہ ﷺ کو نصیحت و تذکیر کی ہدایت موجود ہے۔

2- پچھلی سورت ﴿الاعلیٰ﴾ میں جسے ﴿نَارُ الكُبرىٰ﴾ کہا گیا تھا، اُسے یہاں ﴿عذابُ الاکبر﴾ کہا گیا ہے۔(آیت:24)

3- سورت ﴿الغاشية﴾ میں اہلِ جنت اور اہلِ دوزخ کے احوال کو﴿وُجُوْه" يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَة"﴾ اور﴿وُجُوْه" يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَة"﴾ کے الفاظ سے ظاہر کیا گیا ہے۔ اگلی سورت ﴿الفَجر﴾ میں ﴿نفوسِ مطمئنہ﴾ اور ﴿نفوسِ غیر مطمئنہ﴾ کا موازنہ ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

رسول اللہ ﷺ کو واضح طور بتا دیا گیا کہ آپ صرف ﴿مُذَكِّر﴾ ہیں ،وعظ ونصیحت سے کام لے سکتے ہیں، ﴿مُصيطِر﴾ (داروغہ) نہیں ہیں۔ زبردستی توحید اور اسلام کا اقرار کرانا مطلوب نہیں ہے۔ یہ انسان کے مذہبی اختیار (Freedem of Faith) کا مضمون ہے۔ اخلاص اور محبت کے ساتھ دلائل کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر دین کی دعوت دینی چاہیے۔

سورۃُ الغَاشِیَۃ کا نظمِ جلی

سورۃُ الغَاشِیَۃ چار (4) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 7 : پہلے پیراگراف میں قیامت کو جھٹلانے والوں کا اُخروی انجام بیان کیا گیا۔

﴿ هَلْ اَتٰـكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ﴾ (1) کیا تمہیں اس چھا جانے والی آفت کی خبر پہنچی ہے؟

﴿ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ﴾ (2) کچھ چہرے اس روز، خوفزدہ ہوں گے۔ (اترے ہوئے)

﴿ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴾ (3) سخت مشقت کر رہے ہوں گے، تھکے جاتے ہوں گے۔

﴿ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ﴾ (4) شدید آگ میں، جھلس رہے ہوں گے۔

﴿ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ﴾ (5) کھولتے ہوئے چشمے کا پانی، انہیں پینے کو دیا جائے گا۔

﴿ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ﴾ (6) خاردار سوکھی گھاس کے سوا کوئی کھانا، ان کے لیے نہ ہوگا۔

﴿ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ﴾ (7) جو نہ موٹا کرے، نہ بھوک مٹائے۔

آغاز، ایک سوال سے کیا گیا ہے ﴿هَلْ اَتٰـكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ؟﴾، اس کے فوراً بعد، قیامت کو جھٹلانے والوں کے انجام سے آگاہ کیا گیا ہے۔ ان کے چہروں پر رسوائی ہوگی، تھکے ماندے دہکتی آگ میں داخل ہوں گے، پینے کے لیے کھولتا ہوا پانی اور کھانے کے لیے کانٹے دار جھاڑیاں فراہم کی جائیں گی۔

2- آیات 8 تا 16 : دوسرے پیراگراف میں، قیامت پر ایمان لانے والوں کا اُخروی انجام بیان کیا گیا،

جو اللہ کے حضور، جوابدہی کے تصور کے تحت، زندگی گزارتے ہیں، اُن کے چہرے تروتازہ ہوں گے، اپنی کوششوں پر شاداں، بلند پایہ جنتوں میں، جہاں کوئی لغو بات نہ سنیں گے۔ باغ میں ان کے لیے، بہتے ہوئے چشمے، اونچے تخت، قرینے سے رکھے ہوئے شراب کے پیالے اور نفیس قالینوں پر گاؤ تکیے سجے ہوں گے۔

﴿ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ﴾ (8) کچھ چہرے اس روز، بارونق (شگفتہ) ہوں گے۔

﴿ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴾ (9) اپنی کارگزاری پر خوش (شاد و مطمئن) ہوں گے۔

﴿ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴾ (10) عالی مقام جنت (اونچے باغ) میں ہوں گے۔

﴿ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ﴾ (11) کوئی بیہودہ بات وہ وہاں نہ سنیں گے۔

﴿ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴾ (12) اس میں چشمے رواں ہوں گے۔ (چشمہ رواں ہوگا)

﴿ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ﴾ (13) اس کے اندر، اونچی مسندیں ہوں گی۔ (اونچے بچھے تخت)

﴿ وَّ اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ﴾ (14) ساغر رکھے ہوئے ہوں گے۔ (آب خورے، قرینے سے دھرے)

﴿ وَّ نَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ﴾(15) گاؤ تکیوں کی قطاریں لگی ہوں گی۔(غالیچے ترتیب سے لگے)

﴿ وَّ زَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ﴾ (16) اور نفیس فرش ، بچھے ہوئے ہوں گے۔(اور تکیے ہر طرف پڑے)

3- آیات 17 تا 20 : تیسرے پیراگراف میں، قیامت کا انکار کرنے والوں کو، آفاق کی چار نشانیوں اور قدرتِ الٰہی سے استدلال کر کے غور وفکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے اور قیامت کو تسلیم کر لینے کا مشورہ دیا گیا ہے۔

﴿ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴾(17) کیا یہ اونٹوں کو نہیں دیکھتے ! کیسے بنائے گئے ہیں؟

﴿وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴾ (18) آسمان کو نہیں دیکھتے ! کیسے اٹھایا گیا ہے؟

﴿وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴾(19) پہاڑوں کو نہیں دیکھتے ! کیسے جمائے گئے ہیں؟

﴿وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴾(20) اور زمین کو نہیں دیکھتے ! کیسے بچھائی گئی؟

اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت پر دلالت کرنے والی چار (4) آفاقی دلیلیں:

(1) اونٹ کی تخلیق پر (جس پر عربوں کی معاشی اور معاشرتی زندگی کا انحصار ہے) غور کرنا چاہیے!

(2) آسمان کی بلندی کا جائزہ لینا چاہیے کہ اس کو بلند کرنے والی ہستی کتنی عظیم ہو سکتی ہے؟

(3) پہاڑوں کی تنصیب پر تدبر کرنا چاہیے کہ ان کو گاڑنے والی ہستی کس قدر قدرت وطاقت کی مالک ہو سکتی ہے؟

اور (4) زمین کو ہموار کرنے والی ہستی کس قدر صاحبِ اختیار ہوگی؟

ان چار دلیلوں کی روشنی میں انسان کو غور کرنا چاہیے کہ کیا اِن سب کا خالق، مردوں کو زندہ کر کے عدالت قائم نہیں کر سکتا؟ کیا وہ لوگوں کو جزاء اور سزا نہیں دے سکتا؟

4- آیات 21 تا 26 : چوتھے اور آخری پیراگراف میں رسول ﷺ کو ﴿ تذکیر بالقرآن ﴾ یعنی قرآن کے ذریعے نصیحت کا حکم ہے اور آپ کے لیے تسلی آمیز کلمات ہیں۔

نبی ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ آپ ﷺ کا کام صرف یاددہانی اور نصیحت کرنا ہے۔حق کو زبردستی منوانے کی ذمہ داری آپ ﷺ پر نہیں ڈالی گئی ہے ﴿ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ٥ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴾،لہذا جو لوگ آپ ﷺ کی نصیحت سننے کے لیے تیار نہیں ہیں، ان کا معاملہ، اللہ کے حوالے ہے۔آخرکار! ان کو اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔ اس وقت وہ ان سے حساب لے لے گا۔﴿ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ٥ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴾

﴿فَذَكِّرْ ! اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴾ (21)

اچھا تو (اے نبی ﷺ) نصیحت کیے جایئے ! آپ نصیحت ہی کرنے والے ہیں۔

﴿ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴾(22) کچھ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہیں۔(داروغہ نہیں)

﴿ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ﴾(23) البتہ جو شخص منہ موڑے گا اور انکار کرے گا ،

﴿ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ﴾(24) اللہ تعالیٰ اس کو بھاری سزا دے گا ،

﴿ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ﴾ (25) (یقینا) اِن لوگوں کو ہماری طرف پلٹنا ہے۔

﴿ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴾(26) پھر ان لوگوں کا حساب لینا ، ہمارے ہی ذمہ ہے۔

مرکزی مضمون

مسلسل ﴿ تَذكِير بِالقُرآن ﴾ کرتے رہنا چاہیے۔قرآن کی دعوت کو مسترد کرتے ہوئے ، قیامت کا انکار کرنے والے اور منہ موڑنے والے دوزخ کے بڑے عذاب ﴿ العَذابُ الاکبَر ﴾ سے دوچار ہوں گے۔